۹ بدلتی زندگی - حصّہ ۱

اب تک ہم نے ۱۹۶۱ء سے ۲۰۰۰ء تک کے دور کا مطالعہ کیا۔ بیسویں اور اکیسویں صدی میں کافی تیزی سے تبدیلیاں رونما ہوئیں۔ انسانی زندگی تیز رفتاری سے تبدیل ہورہی ہے۔ ہم جن باتوں کا تصوّر بھی نہیں کرسکتے تھے وہ حقیقت کا روپ اختیار کررہی ہیں۔ عہدِ قدیم اور عہدِ وسطیٰ میں مذہب انسان کی اہم شناخت ہوتا تھا۔ ہندو، مسلم، سکھ، عیسائی، جین، بودھ، پارسی اور یہودی جیسے مذاہب کے سامنے جدیدیت نے ایک چیلنج کھڑا کردیا ہے۔ ڈاکٹر باباصاحب امبیڈکر نے روایتی خیالات میں بڑی تبدیلی لائی اور یہ تبدیلی انھوں نے دستورِ ہند کی وساطت سے کی۔

ڈاکٹر باباصاحب امبیڈکر

دستورِ ہند کی رو سے تمام بھارتیوں کی حیثیت قانون کے سامنے یکساں ہے اور مذہب، نسل، ذات، جنس یا مقامِ پیدائش کی بنیاد پر تفریق کرنے کی ممانعت ہے۔ بھارت کے تمام شہریوں کو تقریر اور اظہارِ خیال کی آزادی، پُرامن طریقے پر بغیر اسلحہ کے اجتماع اور متحد ہونے، بھارت کی تمام ریاستوں میں آزادی سے گھومنے پھرنے، قیام کرنے اور مستقل رہائش اختیار کرنے اور کوئی بھی پیشہ اختیار کرنے کا حق حاصل ہے۔ بھارت کے کسی بھی حصے میں رہنے والے فرد کو اپنی زبان، رسم الخط اور تہذیب کے تحفّظ کا حق حاصل ہے۔

دستور کی اس شق (ترمیم) کی وجہ سے ذات پات کے نظام کی حدبندیوں کا خاتمہ ہوا۔ موروثی پیشے کے نظریے کو ختم کرنے میں مدد ملی۔ زندگی کے تمام شعبوں میں تبدیلیوں کا آغاز ہوا۔ یہ ترمیمات مشینوں پر بھی کس طرح اثرانداز ہوئیں ذیل کے چوکون میں بتایا گیا ہے۔

کیا آپ جانتے ہیں؟

انگریزوں کے زمانے میں ریل کے ڈبوں میں چار قسم کے درجے ہوا کرتے تھے؛ فرسٹ (پہلا)، سیکنڈ (دوسرا)، اِنٹر (درمیانی) اور تھرڈ (تیسرا) کلاس۔ تیسرے درجے کے مسافروں کے لیے برائے نام سہولیات تھیں اور ان مسافروں کی طرف حقارت کی نگاہ سے دیکھنے کی بنا پر یہ طبقہ بھارتی سماجی نظام کی علامت بن کر رہ گیا تھا۔ ۱۹۷۸ء کے ریلوے بجٹ میں مدھو دَنڈوَتے نے تیسرے درجے کو بند کردیا۔ اس کے بعد پونہ - ممبئی کے درمیان 'سینہہ گڑھ ایکسپریس'، ممبئی-کولکاتا کے درمیان 'گیتانجلی ایکسپریس' نامی ٹرینیں تیسرے درجے کے بغیر دوڑنا شروع ہوئیں۔

درج بالا ترمیمات کی وجہ سے سماج میں چھوٹی بڑی تبدیلیاں شروع ہوئیں۔ آج تمام طبقات کے افراد کو ہوٹلوں میں جانے کی آزادی حاصل ہے۔ مذہب، ذات، نسل اور جنس کی بنیاد پر اُنھیں روکا نہیں جائے گا، اس قسم کی تختیاں ہمیں اکثر نظر آتی ہیں۔

پہلے برسرِ اقتدار حکومت کے خلاف اظہارِ رائے کی حد مقرر تھی لیکن اب بھارت کا کوئی بھی شہری، اخبار، تقریر یا کسی اور ذریعے سے حکومت کے خلاف اپنی رائے کا اظہار کرسکتا ہے۔ جو باتیں ہمیں قبول نہیں ہیں ان کے خلاف ہم کُھل کر بول سکتے ہیں۔ آزادی کے بعد آنے والی تبدیلیوں میں یہ ایک بڑی تبدیلی ہے۔

خاندانی نظام : آزادی سے قبل متحد خاندانی نظام بھارتی سماج کی ایک اہم شناخت تھی۔ بھارت پوری دنیا میں متحد خاندانی نظام کے لیے مشہور تھا لیکن عالم کاری (گلوبلائزیشن) کی وجہ سے اب انفرادی خاندان کا نظام بڑھ رہا ہے۔

سماجی فلاح : دستورِ ہند ہی میں فلاحی ریاست قائم کرنے

کے مقاصد بیان کیے گئے ہیں۔'بھارت' اس قسم کا تذکرہ کرنے والا دنیا کا پہلا ملک ہے۔ بھارت کے شہریوں کو مکمل روزگار، طبّی سہولیات، تعلیم وترقی کے مواقع مہیا کرانا سماجی فلاح کے پروگرام کے مقاصد ہیں۔ بھارتی سماج میں معاشی، سماجی، تعلیمی اور تہذیبی اعتبار سے بڑے پیمانے پر عدم مساوات پائی جاتی ہے۔خواتین، بچوں، معذوروں، درج فہرست ذاتوں اور جماعتوں نیز اقلیتوں کو ترقی کے یکساں مواقع ملنا ضروری ہے۔ آزادی کے بعد حکومت کو یہ سب سے بڑا چیلنج درپیش تھا جس کے لیے حکومت ہند نے ۱۹۶۴ء میں 'سماجی بہبود محکمہ' قائم کیا۔ اس وزارت کے زیرِ انصرام تغذیہ و بچوں کی نشوونما، سماجی تحفظ، خواتین کی فلاح و بہبود کے پروگرام انجام دیے جاتے ہیں۔ اسی قسم کا انتظام اب ریاستی سطح پر کیا گیا ہے۔

درج فہرست ذاتیں اور جماعتیں : ۱۹۷۱ء کی مردم شماری کے مطابق ملک کی ۲۲٪ فیصد آبادی درج فہرست ذاتوں اور جماعتوں پر مشتمل تھی۔ ان سب کے لیے قانون سازی کے ذریعے تعلیمی وظیفے اور نمائندگیاں دے کر ان کے لیے لوک سبھا، راجیہ سبھا اور حکومت کی دیگر ملازمتوں میں کچھ نشستوں کو محفوظ کیا گیا ہے۔

صحتِ عامّہ : بھارت کے دستور میں عوام کے رہن سہن کے معیار میں بہتری، مناسب تغذیہ اور صحتِ عامہ میں اصلاح کا ذکر حکومت کے اوّلین فرض کے طور پر کیا گیا ہے۔ اس سلسلے میں مرکزی حکومت کا محکمۂ صحت و سماجی بہبود ریاستی حکومتوں کی مدد کرتا ہے۔ چھٹے پنجسالہ منصوبے کے مطابق ابتدائی صحتِ عامہ سے متعلق طبّی امداد دیہی علاقوں کے عام لوگوں، ادی واسیوں اور غریب طبقات تک پہنچانا اس کے مقاصد میں شامل تھا۔ صحتِ عامہ سے متعلق ایلوپیتھی، ہومیوپیتھی، یونانی، آیوروید اور قدرتی طریقہ ہائے علاج کو منظوری دے کر صحتِ عامہ کے لیے مثبت قدم اُٹھایا گیا۔

صحتِ عامہ کے شعبے میں ہونے والی ان تبدیلیوں کی وجہ سے ملک کی عوام کی زندگیوں کو فکروں سے نجات مل گئی۔ ۱۹۶۲ء میں تامل ناڈو کے ویلور میں کرسچین میڈیکل کالج کے اسپتال میں ڈاکٹر این۔ گوپی ناتھ کی قیادت میں کامیاب 'اوپن ہارٹ سرجری' کی گئی جس کی وجہ سے علاج کے لیے بیرونِ ملک جانے کی ضرورت ختم ہوگئی۔

'جے پورفُٹ' کی ایجاد نے بھارت میں اپاہجوں کی زندگی بدل کر رکھ دی۔ ۱۹۶۸ء سے قبل اگر حادثے میں کسی کا پیر ٹوٹ جاتا تو اسے زندگی بھر مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا۔ علاج کے طور پر ڈاکٹر پرمود سیٹھی نے ماہر کاریگر رام چندر شرما کی مدد سے مصنوعی ہاتھ، پیر، ناک اور کان تیار کیے۔

'جے پورفٹ' ٹکنالوجی کی مدد سے تیار کیے ہوئے مصنوعی اعضا کی مدد سے معذور انسان بھی ناہموار زمین پر چلنے، دوڑنے، سائیکل چلانے، کھیتی باڑی کرنے، درختوں پر چڑھنے اور کوہ پیمائی جیسے کام آسانی سے کرسکتا ہے۔ مصنوعی پیروں کی وجہ سے جوتوں کی ضرورت باقی نہیں رہتی اور جوتوں کا خرچ بھی بچتا ہے۔ ان مصنوعی پیروں سے دوزانو یا پاؤں موڑ کر بیٹھنا ممکن ہوگیا ہے۔ پانی میں اور گیلے مقامات پر کام کرنے میں یہ پیر سہولت بخش ہیں۔

گُردوں کی پیوندکاری (کڈنی ٹرانس پلانٹ) : بھارت میں گردوں کے کامیاب آپریشن ہونے کی وجہ سے مریضوں کی جان بچانے میں اب ڈاکٹروں کو کامیابی مل رہی ہے۔ ۱۹۷۱ء سے قبل اس قسم کی طبّی سرگرمیاں بھارت میں ممکن نہیں تھیں۔ تامل ناڈو کے ویلور میں کرسچین میڈیکل کالج کے اسپتال میں ۱۹۷۱ء میں یہ کامیاب آپریشن ہوا۔ ڈاکٹر جانی اور ڈاکٹر موہن راؤ نے ایک زندہ شخص کے ذریعے عطیہ کردہ گردے کی دوسرے مریض کے جسم میں کامیاب پیوندکاری کی۔ اب زیرِ ترقی ممالک کے افراد اس قسم کے آپریشن کے لیے بھارت آتے ہیں۔

ٹیسٹ ٹیوب بے بی : زمانۂ قدیم سے ہی بھارتی خاندانی نظام میں اولاد کی پیدائش کو اہمیت دی جاتی رہی ہے۔ اولاد کے خواہش مند میاں بیوی کو اولاد نہ ہونے کے عارضے کو شکست دینے

کے لیے ۱۹۷۸ء سے ہی 'ٹیسٹ ٹیوب بے بی' کی جدید ٹکنالوجی دستیاب ہوگئی ہے۔ کولکاتا میں ڈاکٹر سبھاش مکھوپادھیائے کی زیرِنگرانی ٹیسٹ ٹیوب بے بی کا کامیاب تجربہ کیا گیا۔ مصنوعی طریقے سے حمل ٹھہرانے کا تجربہ کامیاب ہوا اور اس ٹکنالوجی کے ذریعے 'درگا' نامی لڑکی کا جنم ہوا۔ اس طرح اولاد کی خواہش رکھنے والے لوگوں کے لیے راہ نکل آئی۔

حفاظتی ٹیکہ اندازی : ۱۹۷۸ء سے قبل بھارت میں پیدا ہونے والے ہر دس بچوں میں سے چھے بچوں کو پیدائش کے پہلے ہی سال میں پولیو، خسرہ، کزاز، تپِ دق، خنّاق (حلق کی بیماریاں) اور کالی کھانسی جیسے خطرناک اور جان لیوا امراض لاحق ہوجاتے تھے۔ ان امراض پر قابو پانے کے لیے حفاظتی ٹیکے لگانے کی مہم شروع کی گئی۔ ۱۹۹۵ء میں 'پلس پولیو' نامی حفاظتی ٹیکے کی مہم شروع کی گئی جس کی وجہ سے پولیو جیسی خطرناک بیماری پر قابو پا لیا گیا۔

شہرکاری : شہر یا شہری علاقے میں عوام کی آبادکاری کی مرکوزیت کے عمل کو 'شہرکاری' کہا جاتا ہے۔ نئی آبادیاں بسنے کے لیے بڑھتی ہوئی آبادی اس کی ایک اہم وجہ ہے۔ ہوا، پانی، غذا اور اجتماعی زندگی کے لیے ضروری معاشی اور سماجی ادارے شہرکاری کے عمل پر اثر انداز ہوتے ہیں۔

آزادی کے بعد بھارت میں بڑھتی ہوئی آبادی کی اہم وجوہات میں شرحِ اموات میں کمی، صنعتی ترقی، دیہی علاقوں میں روزگار کی عدم دستیابی، شہروں میں روزگار کے مواقع، تجارت اور دیہاتوں سے شہروں کی طرف ہجرت شامل ہیں۔

بڑے شہروں پر پڑنے والے تناؤ کو کم کرنے کے لیے چھوٹے چھوٹے گاؤوں میں روزگار کے مواقع کی فراہمی، معاشی ترقی کا توازن قائم رکھتے ہوئے فروغ دینا، شہروں کی حد متعین کرنا، دیہی اور شہری علاقوں میں ضروری سہولیات فراہم کرنا وغیرہ اس کی چند تدابیر ہیں۔

دیہی علاقے : آزادانہ یا مجموعی طور پر خود ہی کاشت کی جانے والی زمینوں کے اطراف رہنے والے کسانوں کی بستی کو گاؤں کہتے ہیں۔ زراعت کی دریافت کے ساتھ ہی گاؤں بھی وجود میں آگئے۔ بھارت کے دیہی علاقے کم گنجان آبادی والے علاقے ہیں۔ اطراف و اکناف میں زرعی زمینیں اور درمیان میں گاؤں، یہ بھارت کے دیہی علاقوں کی اہم خصوصیت ہے۔ دیہی طبقہ اکثریت میں ہونے کے باوجود شہری طبقے کے مقابل بہت چھوٹا نظر آتا ہے۔ گاؤں کے مقابلے میں آبادی جہاں کم ہوتی ہے اسے بستی کہا جاتا ہے۔

پورے بھارت میں دیہاتوں کا نظام ایک جیسا نہیں ہے بلکہ جغرافیائی حالات اور مقامی خصوصیت کے لحاظ سے اس میں تبدیلیاں ہوتی ہیں۔

آزادی کے بعد کا دور : دیہی ترقی کے پیش نظر 'اجتماعی ترقی منصوبہ' شروع کیا گیا جس کے تحت زراعت کی تکنیک تبدیل کرنا، آبپاشی (آب رسانی) میں اضافہ کرنا، تعلیم کو فروغ دینا، زمینی اصلاحات کے قوانین منظور کرنا جیسی اسکیموں پر عمل کیا جانے لگا۔ زرعی پیداوار میں اضافہ کرنا، دیہی علاقوں میں نقل وحمل، حفظانِ صحت اور تعلیم کو فروغ دینا اس اسکیم کے مقاصد تھے۔ گاؤں میں معاشی ترقی کو بڑھاوا دینے کے لیے حکومت نے گرام پنچایت کی وساطت سے یہ کام شروع کیے۔ گرام پنچایت میں سبھی ذات پات کے لوگوں کو شامل کیا جانے لگا۔ اس کے لیے گرام پنچایت، پنچایت سمیتی اور ضلع پریشد کے اختیارات وسیع کردیے گئے۔

بدلتی معاشی زندگی : پرانے زمانے میں گاؤں کے لوگوں کی زندگی معاشی اعتبار سے مستحکم اور خودکفیل تھی۔ گاؤں کے لوگوں کی اکثریت زراعت پر منحصر ہوتی تھی۔ کاریگروں اور مزدوروں کو محنتانے کے طور پر فصلوں سے حاصل ہونے والا اناج دیا جاتا لیکن اب یہ حالات بدل گئے ہیں۔ ایک طرف دیہی علاقہ زراعت سے اور اس سے منسلک پیشوں سے جوڑ دیا گیا ہے تو دوسری طرف شہری معاشرہ غیرزرعی پیداوار اور خدماتی پیشوں سے منسلک ہوچکا ہے۔

دیہی ترقی : ۱۹۶۱ء میں ۸۲٪ فیصد لوگ دیہی علاقوں میں رہتے تھے۔ ۱۹۷۱ء میں یہ تناسب ۸۰.۱٪ فیصد تھا۔ اناج اور دیگر خام مال کے ذریعے شہری ضروریات کو پورا کرنا، شہری صنعتی علاقوں میں مزدور مہیا کرنا، قدرتی دولت کی حفاظت کرنا جیسے کام دیہی علاقہ آج تک کرتا آ رہا ہے جس کی وجہ سے دیہی ترقی کے حوالے سے معاشی پیشوں کا ارتقا، سماجی ضروریات اور سہولتوں کا فروغ، ثقافتی، سماجی اور نظریاتی تبدیلی لانا جیسے تین مسائل درپیش ہیں۔ زمینی اصلاحات اور آبپاشی (آب رسانی) کے منصوبوں کو رفتار دینا بھی ضروری ہے۔

سماجی ضرورتیں اور سہولیات : عوامی صفائی اور صحتِ عامہ کی سہولیات کی طرف ترجیحی طور پر توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ سال بھر پینے کے پانی کی فراہمی، بیت الخلا، گندے پانی کے ڈھکے ہوئے نالے، تنگ گلیاں، بجلی اور طبّی سہولیات کی نامکمل دستیابی جیسے مسائل آج بھی دیہی علاقوں کو گھیرے ہوئے ہیں۔ ابتدائی تعلیم سے لے کر اعلیٰ تعلیم تک کی سہولیات کی عدم فراہمی، معیاری تفریح گاہوں اور لائبریریوں کی کمی کی وجہ سے دیہی علاقوں کی جانب خصوصی توجہ درکار ہے۔

حکومت ہند کے پہلے چاروں پنجسالہ منصوبوں میں اجتماعی ترقی اسکیم کو اہم مقام حاصل تھا۔ حکومت مہاراشٹر نے اس اسکیم کے ذریعے کافی مؤثر اقدامات کیے ہیں۔ ۱۹۶۲ء میں مہاراشٹر میں ضلع پریشد قائم کیے گئے۔ ۷۱-۱۹۷۰ء میں مہاراشٹر میں مقوی تغذیہ منصوبہ شروع کیا گیا۔ کنوؤں کی کھدائی اور نل کے ذریعے پانی فراہم کرنے کے لیے 'گرامین پانی پروٹھا یوجنا' (دیہی آب رسانی منصوبہ) شروع کی گئی۔ ۱۹۷۱ء تک ۱۶۷۷٪ چھوٹے پشتوں کے تعمیراتی کام مکمل ہوئے ہیں۔

دیہی علاقوں میں بجلی کی فراہمی : دیہی علاقوں کی ترقی کے لیے بجلی کی سخت ضرورت ہوتی ہے۔ کھیتوں تک پانی پہنچانے کے لیے خودکار پمپوں کی ضرورت ہوتی ہے۔ دودھ اور انڈے جیسے جلد خراب ہونے والی اشیا کو دیر تک محفوظ رکھنے، کھاد کی تیاری کے منصوبے، سبزی ترکاری اور پھلوں کو عرصے تک محفوظ رکھنے، طلبہ کی پڑھائی کے لیے مناسب روشنی کا انتظام، پنکھا، ٹیلی ویژن وغیرہ کے لیے بجلی کی ضرورت ہوتی ہے۔ بھارت کے پہلے پنجسالہ منصوبے میں تین ہزار دیہاتوں کو بجلی فراہم کی گئی۔ ۱۹۷۳ء میں یہ تعداد ۱,۳۸,۶۴۶ تک پہنچی۔ ۱۹۶۶ء سے پمپ اور ٹیوب ویل کے لیے زیادہ بجلی فراہم کرنے کا منصوبہ بنایا گیا۔ ۱۹۶۹ء میں 'گرامین وِدیوتی کرن نگم' (دیہی بجلی فراہمی کارپوریشن) نامی محکمہ قائم کیا گیا جس سے آندھراپردیش، گجرات، کرناٹک، مہاراشٹر اور اُتر پردیش جیسی ریاستوں میں الگ الگ 'گرامین وِدّیوتی کرن سہکاری سنستھا' کا قیامِ عمل میں آیا۔

عالم کاری سے قبل کے دیہی اور شہری طبقات

دیہی طبقہ	شہری طبقہ
زراعت اور جوڑ پیشوں کو ترجیح	غیر زرعی پیداوار اور خدماتی پیشوں کو ترجیح
رقبے کے اعتبار سے کم، زبان، تہذیب و ثقافت میں یکسانیت	رقبے کے اعتبار سے وسیع، مختلف زبانوں، تہذیبوں اور ثقافتوں کا گہوارہ
ابتدائی پیشے، بیرونی افراد کو دیہی تجارتوں میں ضم کرنے کی بجائے دیہی لوگوں کو شہر بھیجنے والا	بڑی بڑی تجارتیں، عالمی سطح کی پیداوار، دیگر علاقوں سے آنے والوں کو ضم کرنے کی استطاعت
موروثی پیشوں کی شرح زیادہ	موروثی پیشوں کی شرح کم
خاندان کے سربراہ اور خاندانی طریقے کو ترجیح دینے والا متحدہ خاندانی نظام	خاندان کو ثانوی حیثیت، انفرادی خاندانی طریقے کو ترجیح۔ متحدہ خاندانی نظام کی ٹوٹ پھوٹ

صنعتی ترقی : دیہی کاروباروں کو ترقی دینے کے لیے 'کاٹیج

انڈسٹری پلاننگ کمیشن' (Cottage Industry Planning Commission) قائم کیا گیا جس کے ذریعے ۱۹۷۲ء تک ایک لاکھ چھے ہزار افراد کو روزگار فراہم ہوا۔

دیہی علاقوں کے ناسازگار ماحول میں رہنے والے ذہین بچوں کو معیاری تعلیم دینے کی خاطر حکومت مہاراشٹر نے ستارا، اورنگ آباد، ناشک اور چکھلدرا میں وِدّیانکیتن نامی اقامتی ہائی اسکول شروع کیے۔ کوٹھاری کمیشن کی سفارشات کے پیشِ نظر مہاراشٹر کے راہوری، اکولہ، پربھنی اور داپولی میں 'زرعی یونیورسٹیاں' قائم کی گئیں۔ تعلیمی میدان میں نمایاں کارکردگی انجام دینے کی وجہ سے ۱۹۷۲ء میں یونیسکو نے مہاراشٹر کو بین الاقوامی اعزاز سے نوازا۔

اس طرح آزادی کے بعد پیش آنے والی رکاوٹوں کو دور کرتے ہوئے بھارت ترقی کی راہ پر گامزن ہوا۔ اگلے سبق میں ہم دیگر شعبوں کی ترقی کا مطالعہ کریں گے۔

مشق

(۱) ذیل میں سے مناسب متبادل چن کر بیان مکمل کیجیے۔

۱۔ ڈاکٹر این گوپی ناتھ کی قیادت میں بھارت کے .... شہر میں پہلی اوپن ہارٹ سرجری کامیاب ہوئی۔

(الف) چینئی (ب) ویلور

(ج) حیدرآباد (د) ممبئی

۲۔ .... کو 'جے پورفُٹ' کے موجد کی حیثیت سے جانا جاتا ہے۔

(الف) ڈاکٹر این گوپی ناتھ

(ب) ڈاکٹر پرمود سیٹھی

(ج) ڈاکٹر موہن راؤ

(د) ان میں سے کوئی نہیں

(۲) مندرجہ ذیل میں سے غلط جوڑی پہچان کر لکھیے۔

۱۔ ڈاکٹر این گوپی ناتھ - اوپن ہارٹ سرجری

۲۔ رام چندر شرما - ماہر کاریگر

۳۔ ڈاکٹر سبھاش مکھوپادھیائے - ٹیسٹ ٹیوب بے بی

۴۔ ڈاکٹر موہن راؤ - پولیو

(۳) نوٹ لکھیے۔

۱۔ خاندانی نظام ۲۔ 'جے پورفٹ' ٹکنالوجی

۳۔ شہرکاری ۴۔ بدلتی معاشی زندگی

(۴) مندرجہ ذیل بیانات کی وجوہات کے ساتھ وضاحت کیجیے۔

۱۔ پلس پولیو کے ٹیکے کی مہم شروع کی گئی۔

۲۔ دیہاتوں تک آب رسانی منصوبہ شروع کیا گیا۔

(۵) مندرجہ ذیل سوالوں کے مفصل جواب لکھیے۔

۱۔ دستور کی رو سے جن وجوہات کی بنا پر تفریق کرنے کی ممانعت ہے، انھیں بیان کیجیے۔

۲۔ سماجی بہبود کے پروگرام کے مقاصد بیان کیجیے۔

۳۔ دیہی ترقی کی راہ میں حائل رکاوٹوں کی وضاحت کیجیے۔

(۶) حفظانِ صحت کے شعبے میں بھارت میں ہونے والی اہم تبدیلیوں کا مختصراً جائزہ لیجیے۔

سرگرمی:

آپ کے علاقے کے کسی بزرگ سے مصاحبہ کرتے ہوئے مندرجہ ذیل نکات پر گفتگو کیجیے۔

- گھروں کی ساخت میں ہونے والی تبدیلی
- زراعت میں ہونے والی تبدیلیاں
- گاڑیوں کی دستیابی

6EAXST